ترکی ادب میں تحریک نسواں اور پہلی نمائندہ ادیب دوئیگو آسینا

خدیجہ گورگن☆

Khadija Gorgun

Abstract:

French Revolution which started to be talked about as a result of defending women's rights can be defined as giving more rigths to women within society, bringing an equality between men and women rigths, as a movement of thought that seeks bringing equality and as a women's movement. With this movement, the purpose is to get rid of gender discrimination and exploitation and bringing equality between men and women. Even though this movement was started to be defended by Western countries, it started to influence Eastern World within time. Incidents as such has always reflected on literature as well. Authors write about these topics by taking the needs of the society into consideration. By this means, topics that can't be uttered by the society becomes legitimated and come to a solution.

As in other countries, feminist articles have been written in Turkey as well. In this study, we will talk about the development of feminism in Turkish literature and Duygu Asena who is a journalist, editor, broadcaster and also one of the first feminist authors in Turkish Literature.

Keywords:

Feminism, Duygu Asena, Women's Rights.

خواتین کے مسئلے کو جب ہم دیکھتے ہیں تو اکثر کسی معاشرے اور خاندان میں جنسی اختلاف سے پیدا ہونے والے مسائل، کم عمری کی شادیاں، لڑکیوں اور لڑکوں کے لیے مختلف تعلیمی نصاب وغیرہ، اہم اور بنیادی موضوعات کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ یہ مسئلہ اس لیے بھی تاحال زیر بحث ہے کیونکہ ہمارے معاشرے میں آج بھی پتر ستتاتمک روایتی اقدار زندہ اور فعال ہیں۔ ان

کے نتیجے میں خواتین کی دادرسی اور ان کے مسائل حل کرنے کے لیے ایک سرگرم گروہ کی تشکیل ہوئی۔(۱)

مغرب میں خواتین کی تحریک ۱۷۸۹ء میں انقلاب فرانس کے دوران شروع ہوئی اور ایک نئے دور کا نقطہ آغاز ثابت ہوئی۔ وقت گزرنے کے ساتھ فرانس سے مشرق میں بھی اس کے اثرات پہنچے اور ہمارے ہاں تحریک نسوانیت کے نام سے خصوصا آئینی دور میں فروغ پذیر ہوئی۔ سماجی تقریبات میں ہمیشہ ادب کی عکاسی ہوتی ہے۔ البتہ بعض ایسے موضوعات جن پر بات کرنے سے عموماً لوگ گریز کرتے ہیں، پر ادیب قلم اٹھاتے ہیں۔ نتیجتاً ایسے مسائل کی نہ صرف نشاندہی ہوتی ہے بلکہ ان کی بیخ کنی کے لیے راہ ہموار ہوتی ہے۔

ہندوستان میں انیسویں صدی کے نصف آخر سے خواتین اردو ناول نگاری کی طرف متوجہ نظر آتی ہیں جو کہ کم و بیش اردو ناول کا بھی ابتدائی دور ہے۔ ان خواتین نے اپنی تحریروں میں اس معاشرے کی عورت کے مسائل کو اجاگر کیا اور ان کے سدباب کے لیے ادب کا سہارا لیا۔ اس دور کی خواتین نے نہ صرف کہانیاں لکھیں بلکہ نشر و اشاعت کے دیگر شعبہ جات جیسے اخبار و رسائل کے ذریعے بھی عورتوں کے لیے آواز بلند کرنا شروع کیا۔ معاشرے کی ترقی میں اپنا مثبت اور بھرپور کردار ادا کرنے کے لیے تعلیم کی اہمیت اجاگر کی گئی۔ مجموعی طور پر خواتین کو معاشرے کی ترقی میں اپنا حصہ ڈالنے کے قابل بنانے کی شعوری کوشش کی گئی۔(۲)

اردو ناول میں خواتین کی تعلیم و تربیت کے کام کا آغاز ڈپٹی نذیر احمد کی تصانیف سے ہوا۔ مذہبی اور سماجی پس منظر رکھنے والے نذیر احمد کی تحاریر نے خواتین کو خصوصی طور پر مخاطب و متوجہ کیا۔ مکمل مقصدیت کے تحت لکھنے والوں میں ایک اہم نام راشد الخیری کا ہے۔ خواتین کی تعلیم اور ترقی کو اہمیت دینے والے خیری صاحب نذیر احمد کے رشتہ دار بھی تھے۔ بیسویں صدی میں ہندوستانی خواتین ہر شعبہ ہائے زندگی میں آگے بڑھیں۔ ایک جانب وہ اپنے ہم جنسوں میں تعلیم کو عام کرنے کے لیے جدوجہد میں مصروف ہیں تو دوسری جانب ان پر ہونے والے ظلم و تشدد کے خلاف آواز بلند کرتی ہیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے خواتین صحافت کے میدان میں بھی آگے بڑھیں۔ ایک ایسے ہی رسالے کی مدیر محمدی بیگم کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ اردو کی پہلی خاتون ناول نگار ہیں۔(۳) البتہ بعض محققین کے مطابق رشیدۃ النساء کو یہ اعزاز حاصل ہے۔

ہمارے ملک میں لوک ادب کی مختلف اصناف اور آرٹس کونسلوں کے تناظر میں خواتین کی نمائندگی صدیوں پر محیط نظر آتی ہے۔ ۱۹ اصدی میں فاطمہ عطیہ خانم کی توانا آواز فعال سامنے آتی ہے تاہم سلمی رضا کو ترک ادب کی اولین ناول نگار ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ ترک جمہوریہ کے قیام کے بعد خالدہ ادیب نے ترک ادب پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ اس دور میں خواتین لکھاریوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ ان خواتین ادیبوں کے اہم موضوعات میں نئے سماجی مسائل کا ادراک ملتا ہے۔ ۱۹۸۰ء کے بعد ترک ناولوں کے موضوعات کا رخ سماجی سے انفرادی مسائل کی طرف مڑ چکا ہے۔ (۴) اس مقالے میں ترک ادب میں تحریک نسواں کی پہلی نمائندہ دونیگو آسینا کا تعارف اور ان کی ناول نگاری کا تجزیہ پیش کیا جائے گا۔

دوئیگو آسینا ۱۹ اپریل ۱۹۴۶ء کو استنبول میں پیدا ہوئیں۔ وہ اتاترک کے قریب سمجھے جانے والے نائیبین میں سے ایک علی شوکت اندرسو کی پوتی تھیں۔ انہوں نے کادیکوئے گرلز کالج کے بعد استنبول یونیورسٹی سے فن تربیت اطفال میں اختصاص کے ساتھ اپنی تعلیم مکمل کی۔ عملی زندگی کا آغاز ہاسے کے بچوں کے ہسپتال میں اور استنبول یونیورسٹی میں تدریس سے کیا۔ ایک اشتہاری فرم میں متن نویس بھی رہیں۔ ان کی صحافتی زندگی ۱۹۷۶ء میں روزنامہ حریت سے شروع ہوئی۔ اس اخبار کے علاوہ وہ دیگر اخبار و رسائل میں بطور کالم نگار، مدیر اور انٹرویور کے کام کرتی رہیں۔ (۵)

اس ضمن میں ”کادنجا“ نامی میگزین کا خصوصی ذکر کرنا لازم ہے جس کا پہلا شمارہ دسمبر ۱۹۷۸ء اور آخری مارچ ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا۔ دوئیگو آسینا نے اس میں منیجر مطبوعات کے کام شروع کیا۔ ارجان اریکلی کے ڈیزائن کے ساتھ طبع ہونے والے اس رسالے میں عموماً عام خواتین کی دل چسپی کے موضوعات مثلاً فیشن اور خوب صورتی وغیرہ پر مواد ہوتا تھا۔ اس میگزین نے فروخت کے ریکارڈ توڑ ڈالے جب آسینا نے اس میں ہلکے پھلکے انداز میں مضمون نگاری شروع کی۔ ان کی تحریروں نے ہر عمر و طبقے کی عورت کو متاثر کرتے ہوئے ترک خواتین کی بیداری میں اہم کردار ادا کیا۔ اپنے صاف و سادہ اسلوب میں آسینا نے ان مضامین میں ایسے موضوعات پر کھل کر گفتگو کی جو عام طور پر ممنوع سمجھے جاتے تھے۔ (۶) ان کی یہ بے باکانہ کاوش ایک وسیع حلقے تک اثر پذیری رکھتی تھی۔

اسی سال بیداریٔ خواتین کی تحریک کے نتیجے میں خواتین کے خلاف ہر قسم کا امتیاز ختم کرنے کا معاہدہ منظور ہوا۔ جمہوریہ ترکی نے بھی اس کی حمایت کی جو اقوام متحدہ کے بنیادی انسانی حقوق، انسانی وقار و قدر کی تعریفوں کے مطابق خواتین کو یکساں حقوق حاصل کرنے کے لیے تیار کیا گیا تھا۔ یہ معاہدہ دراصل خواتین کی آزادی اور برابری کے لیے ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ترکی نے ۱۹۸۵ء میں اس پر دستخط کیے البتہ اس پر مکمل عمل درآمد ۱۹۸۷ء میں خواتین کے ”نہیں دھڑک“ نعرے کے ساتھ سڑکوں پر نکلنے کے بعد شروع ہوا۔(۷)

دوئیگو آسینا عام طور پر خواتین کے مسائل اور ان کی آزادی کے بارے میں مضامین لکھتی تھیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے انسانی حقوق، صحافت اور نظریے کی آزادی جیسے موضوعات پر بھی خامہ فرسائی کی۔

(اس پیراگراف کو نہیں سمجھ پایا، اس لیے بعینہ نیچے درج ہے)

اب دوئیگو آسینا کسی عورت کا نام نہیں۔ درحقیقت عشق بھی نہیں، ہیرو ہمیشہ مرد، بدلی ہوئی کوئی چیز نہیں، آئینے میں عشق تھا، دراصل تم آزاد ہو، عشق چھوڑ کر جا رہا ہوں نہیں کہتا اور ٹکڑے ٹکڑے کے نام پر کتابوں کا ہر ایک کے بارے میں الگ الگ مختصر معلومات دینا چاہتی ہوں۔

۱۹۸۷ء میں ”عورت کا کوئی نام نہیں“ کے عنوان سے آسینا کی پہلی کتاب شائع ہوئی۔ بہت زیادہ دلچسپی کا باعث بننے والی اس کتاب پر ۱۹۸۸ء میں پابندی لگائی گئی۔ پابندی اٹھائے جانے کے بعد ہدایتکار عاطف یلماز نے اس پر مبنی ایک فلم بھی بنائی۔ اس کتاب میں ایک کم سن بچی کے ذریعے خواتین کے مسائل، مرد و زن کے مابین عدم مساوات اور متشدد رویوں کو دکھایا گیا ہے جو وہ اپنے ارد گرد کے ماحول میں دیکھتی ہے۔ چونکہ اس کتاب کی اشاعت تک ترک ادب میں خواتین کی چند مخصوص صورتوں میں نمائندگی تھی لہذا مذکورہ کتاب نے اس منجمد ماحول میں انقلاب کی سی کیفیت پیدا کر دی۔ یقیناً اس کے بعد عورت کے حوالے سے پیش کردہ نقطہ ہائے نظر یکسر تبدیل ہوئے۔ اسی کی دہائی میں آزادی خیال اور حقوق نسواں کے حوالے سے پیدا ہونے والے شعور کو اس کتاب نے نئے زاویئے اور بلندی عطا کی۔ ترک خواتین کے حقوق کی جنگ میں آسینا کی مدلل اور موثر آواز نے نئی جان ڈال دی تھی۔(۸)

دوئیگو آسینا کی دوسری کتاب ”درحقیقت عشق بھی نہیں“ میں محبت کی ایک کہانی بیان کی گئی ہے۔ جیسا کہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ پیار ایک عارضی جذبہ ہے جبکہ عشق دائمی ہوتا

ہے اور احترام کا متقاضی ہے۔ اس کہانی میں خاتون کردار اپنی محبت کو مرد کرداروں کی محبت جتنی اہمیت دینے کی کوشش کرتی ہیں۔ انسانوں کو مردوں کی آنکھ سے دیکھنے کی خوب صورت کوشش کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ دیگر موضوعات میں وصال کے بعد عشق کا ختم ہونا، ایسے لوگوں کی اہمیت ختم ہو جانا جن کے بغیر جینے کا تصور بے معنی لگتا ہے، مرد و زن کی نام نہاد برابری، شادیوں کی زوال پذیری، مردوں کی جانب سے خواتین کے لیے زندگی کے میدان اور معیار کا محدود کرنا، شادی کے بعد مردوں کی زندگی آسان اور عورت کی زندگی ایک چکی کے پسنے کے سوا کچھ نہیں، مردوں کی سنبت خواتین کا زیادہ مضبوطی سے زمین پر قدم جمانے کی ضرورت وغیرہ اہم ہیں۔ غرض آسینا کی یہ کتاب بھی قاری کو سوچنے پر مجبور کرتی ہے۔(۹)

”ہیرو ہمیشہ مرد“ نامی کتاب تیرہ کہانیوں اور ایک افسانے پر مشتمل ہے۔ کتاب کی ہر کہانی کے آخر میں ہیرو کو اس وقت کی صورتحال میں ہونے کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں تعلقات کے موضوع پر تمام جذبات پر حقیقی بحث کی گئی ہے۔ کہانیوں کی اکثریت میں ہیرو ہمیشہ مرد ہے فقط ایک کہانی کے آخر میں اصل ہیرو عورت ثابت ہوتی ہے۔ زندگی کے متعلق خواتین کے نقطہ نظر پر سوال اٹھانے والی اور قارئین کی عام اقدار سے متعلقہ سوچ کو تبدیل کرنے والی غیر معمولی اور خاصی پر اثر کتاب ہے۔(۱۰)

جب ہم دوئیگو آسینا کی سالوں پہلے لکھی ہوئی تحاریر خصوصا خواتین کے متعلق توجہ دلانے والے مضامین کو مڑ کر دیکھتے ہیں تو ہمارے سامنے کسی شے کے نہ بدلنے والے نقطہ نظر کی حامل کتاب ”بدلی ہوئی کوئی چیز نہیں“ آتی ہے۔ اس کتاب میں مردوں کی نظر میں خواتین کا قصور، ان کو کم حیثیت دینا اور ان کو ایسی غلطیاں جن کی ذمہ داری خواتین کے سر ڈالی جا سکتی ہیں، جیسے مسائل اجاگر کیے گئے ہیں۔ کتاب میں خواتین کو مردوں کے شانہ بشانہ بلکہ بعض موقعوں پر مردوں سے ایک قدم آگے جا کر کامیابیاں حاصل کرتے دکھایا گیا ہے۔ معاشرے میں اکثر اوقات ایسے کردار بھی پائے جاتے ہیں جنہیں سالہا سال سے رول ماڈل کا رتبہ ملا ہوا ہوتا ہے۔ بغیر کسی تحقیق کے سب کا اس پر ایمان لانے کی صلاحیت بھی نسل در نسل منتقل ہوتی ہے۔ آسینا نے فرد کو بحیثیت انسان اچھائیوں اور برائیوں کا ملغوبہ قرار دیتے ہوئے مرد و زن کی تفریق ختم کرنے اور ملک و ملت کی ترقی و خوشحالی کے لیے برابر کردار کرنے پر زور دیا ہے۔(۱۱)

تین نسلوں کی خواتین یعنی نانی، بیٹی اور پوتی کی عشق کی کہانیاں، مسائل، شادیاں اور بچوں کو موضوع بنانے والی ”آئینے میں عشق تھا“ کے نام سے کتاب قاری کو بعض اوقات ہنسانے بعض غصہ دلانے اور کبھی اداس کرنے کی قسم کی کتاب ہے۔ نسلوں کے فرق کو بڑی خوبصورتی سے بیان کرنے والی اس کتاب میں ہر عورت اپنے آپ سے متعلقہ چیزیں پا سکتی ہے۔ تین نسلوں کی خواتین کا ایک دوسرے سے کتنا مختلف اور کتنا متشابہہ ہونے کو دکھانے کے نقطہ نظر سے بہت خاص اس کتاب میں خواتین کے سب سے طاقتور، کمزور، فیصلہ کن، متذبذت، سلیقہ مند اور بے سلیقہ حالوں کے ساتھ ساتھ مزید بہت مختلف زاویے پائے جاسکتے ہیں۔(۱۲)

”دراصل تم آزاد ہو“ کے نام سے کتاب دو مختلف عورتوں پر لکھی گئی ہے۔ ان خواتین میں سے شادی شدہ اور نا امید خاتون. بیلگن کے عاشق بیرنا کی انا، عشق اور آزادی کی دریافت کے دوران معاشرے اور مردوں کی طرف سے وضع کی گئی اخلاقی تفہیم اور پابندیوں سے مقابلہ کرنے اور آزاد ہونے کو بیان کیا گیا ہے۔ دوئیگو آسینا کی دیگر کتابوں کی طرح یہ کتاب بھی پر اثر، سادہ اور بیان کی روانی کی شکل میں زیرِ قلم لائی گئی ہے۔ اس کتاب میں دو خواتین کے محور میں تمام خواتین کے جذبات، مسائل اور نفسیات موضوع بحث بنانے کے مقصد سے آسینا ایک شادی شدہ اور دوسری کنواری خاتون کی دوستی بیان کرتے ہوئے جگہ جگہ مزاحیہ طرز عمل سے قاری کو ہنسانے کی کوشش بھی کرتی ہیں۔(۱۳)

آسینا کے ایک ناول ”نہیں کہتا عشق چھوڑ کر جارہا ہوں“ میں انسانی رشتوں کی پیچیدگیوں کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ گلر نامی شخص اپنی کہانی کے ساتھ اپنے دو دوستوں اور ان کی خانگی زندگی کی کہانی بھی بیان کرتا ہے۔ وہ ان کے جذباتی تعلقات کو بیان کرتے ہوئے ان کی محرومیاں سامنے لاتا ہے۔ اس کتاب میں دھوکا دینے اور کھانے والوں اور بے غرض پیار کرنے والوں کا غیر جانبدار رہ کر تجزیہ کیا گیا ہے۔ ہر ایک برحق وجوہات کی بنا پر اپنی جگہ صحیح ہے۔ سادہ و سلیس نثر میں انسانی جذبات کی عکاسی، عشق و محبت کی گھتیاں سلجھانے کی کوشش، اور عشق میں انسان کیا کچھ کرنے پر مجبور ہوتا ہے، بیان کیا گیا ہے۔(۱۴)

”ٹکڑے ٹکڑے“ نام کی آخری کتاب نظر انداز کئے جانے والے انسانوں کی دکھ بھری زندگی کو حقیقی مثالوں سے بیان کرنے والی اور انسانوں کو سوچنے پر مجبور کرنے والی انٹرویو کتاب ہے۔ کبھی رد عمل ظاہر کرنے کبھی تعجب کرنے لیکن دراصل عشق اور جذبات سے بھرے شخص کی

اپنے آپ کو، اپنی زندگی کو اور حقیقت کو تلاش کرنے والی کتاب ہے۔ تعصبات کو توڑنے کے قابل اور انسانوں کے حقائق مزید رواداری سے ظاہر کرنے والی کتاب ہے۔(۱۵)

ان معلومات کی روشنی میں واقعات پر نظر ڈالیں تو دوئیگو آسینا نے اپنے دور میں عورت کے تمام مسائل کو ہر سطح پر بیان کرنے اور بحث کرنے کے قابل بنایا۔ ترک خواتین نے ان کی تحریر سے حوصلہ پا کر صدیوں سے قائم جھجھک دور کی اور اپنے حقوق کے حصول و حفاظت کے لیے آگے بڑھی۔ آسینا سے جہاں ترک خواتین متاثر ہوئیں وہاں مردوں نے بھی اپنے گریبانوں میں نظر کی اور زیادتیوں کے ازالے کے لیے کوششیں شروع کیں۔ یہ در حقیقت آسینا کے اخلاص کی ایک بڑی کامیابی ہے۔ ان کی عبارت بڑی جاندار ہے کہ جب بھی قاری اس کا مطالعہ کرتا ہے ایک نئی حقیقت یا زاویہ آشکار ہوتا ہے۔ سادہ و ہموار انداز میں کی گئی وضاحتوں نے حالات و واقعات کو سمجھنا انتہائی سہل کر دیا ہے۔ ان کے کردار جس طرح مختلف حالات میں زندہ رہنے کی کوشش کرتے ہیں، اس طرح حقیقی زندگی میں بھی لوگوں نے ایسا کرنا سیکھ لیا ہے۔

حوالہ جات

1. Gül AktaS, “Feminist Soylemler Baglaminda Kadın Kimligi: Erkek Egemen Bir Toplumda Kadın Olmak”, Edebiyat Fakultesi Dergisi, Vol. XXX, no. 1, June 2013, p.p 54.
2. Asuman Belen Ozcan, Dogu Kulturunde Anlatı Gelenegi: Urdu Nesri, HDY Yayinlari, Ankara 2012, p.p 144, 146.

۳۔ آرزن چفت سورین، ”دو ہم عصر مصنف خواتین: فاطمہ عالیہ اور محمدی بیگم“ دریافت، شمارہ ۱۷، جون ۲۰۱۷، اسلام آباد، ص ۱۳۔۱۹

4. Evren KarataS, “Türkiye’de Kadın Hareketleri ve Edebiyatimizda Kadın Sesleri”, Turkish Studies (International Periodical for the Languages, Literature and History of Turkish or Turkic), no. 4/8, Sonbahar 2009, p.p 1652.
5. Lerzan Kara, “ Kadınların “Duygu”su”, Ankara Barosu Dergisi, Ankara 2006, no. 3, p.p 115.
6. Handan Koc, “Feminist Ansiklopedi”, Pazartesi, Istanbul, February 2005, no. 99, p.p 31.

۷۔ ایضاً، ص ۱۱۵

8. Duygu Asena, Kadinin Adi Yok, Dogan Kitap, 2013.
9. Duygu Asena, Aslinda AŞk Da Yok, Dogan Kitap, 2008.
10. Duygu Asena, Kahramanlar Hep Erkek, Dogan Kitap, 2000.
11. Duygu Asena, Degisen bir Şey yok, Dogan Kitap, 2007
12. Duygu Asena, Aynada ASk Vardı, Dogan Kitap, 2012.
13. Duygu Asena, Aslında Ozgursun, Dogan Kitap, 2008
14. Duygu Asena, ASk Gidiyorum Demez, Dogan Kitap, 2008
15. Duygu Asena, Paramparca, Dogan Kitap, 2004.